

جب رن میں حسین اصغر بے شیر کولائے
لخت جگر بانوئے دلگیر کولائے
جلادون میں اس صاحب توقیر کولائے
ہاتھوں پہ دھرے چاند سی تصویر کولائے

غُل پڑ گیا دیکھو شہِ والا کے پسر کو
خورشید نے ہاتھوں پہ اٹھایا ہے قبر کو

اعداء کو دکھاتے ہے منہ اس کا شہ خوشخو
میدان میں تجلی ہے مہ و مہر کی ہرسو
جاری ہے ہر اک صاحب اولاد کے انسو
کھولے ہیں دھن مثل صدف اصغر مہ رو

پیا سا ہے پسر اشکون سے منہ دھوتے ہیں شبیر
بچے کے طرف تکتے ہے اور روتے ہیں شبیر

شبیر نے اُس چاند کو ہاتھوں پہ اٹھایا
چلے سے کماندار نے وانہ تیر ملایا
خم ہو کے اسے مثل کمانہ شہ نے بچایا
مانند اجل ناوک ظلم و ستم آیا

شبیر چھپاتے رہے نازون کے پلے کو
بازون پہ لگا توڑ کے ننھے سے گلے کو

مچھلی سا جو ہاتھون پہ تڑپتا تھا وہ بے شیر
بے تاب تھے بچے کولئے حضرت شہیر
جب خون نہ ہوا بند گلے سے کسی تدبیر
چلو سے لگے پھینکنے سوئے فلک پیر

اس خون کو ملک لیگئے افلاک کے اوپر
لکھا ہے کہ قطرہ نہ گرا خاک کے اوپر

جب تیر کو معصوم کی گردن سے نکالا
دنیا سے سفر کر گیا وہ ہنسلیوں والا
چلا کے عجب درد سے روئے شہ والا
تزدیک تھا ہو جائے کلیجہ تر و بالا

غل تھا کہ اب امہ کا نگہبان علی ہے
فریاد کو نہ ہر طرف عرش چلی ہے

شہ لاش کو ہاتھون پہ اٹھا کر یہ پکارے
اے بار خدا خلق سے اصغر بھی سد ہمارے
صد شکر کہ تونے میرے سب کام سنو ارے
کچھ اور پئے نذر نہ تھا پاس ہمارے

یہ ہے پسر صاحب معراج کا ہدیہ
مقبول ہو اس بندہ محتاج کا ہدیہ

فرمایا کہ اے خاکِ امانتہ سے خبردار
بانوئے دل افگار کی دولت سے خبردار
لختِ جگر شاہِ ولایت سے خبردار
اس بندہ بیکس کی بضاعت سے خبردار

یہ گوہر نایاب ہے پاکیزہ صدف کا
سونپا ہے تجھے میں نے نگیں درنجف کا

مڑکے شہِ والا نے جو دیکھا تو یہ دیکھا
اے حشر مزارِ علیِ اصغر پہ ہے برپا
سرکھولے ہوئے پیٹتی ہے دخترِ ہرہراء
کھتی ہے سکنہ میرے بھیا میرے بھیا

بانوئے حزیں چاکِ گریبانہ کئے ہیں
چھاتی کے تلے ننھی سی تربتہ کولئے ہیں

چلاتی ہے اصغر مجھے اوانر سناؤ
تربتہ میں اندھیرا ہے میری گود میں او
قربان گئی ننھے سے ہاتھوں کو اٹھاؤ
مرجائیگی مانہ خاک سے منہ کو نہ چھپاؤ

تھامیں نے توسطتہ شہِ لولاک کو سونپا
شبیر نے حالانکہ تمہیں خاک کو سونپا